ہو الشکور

نور تو ظاہر ہو اندر دل کی

نکلیں باتیں اگر اہل دل کی

عِندَ ذِکرِ الصّالحِین تَتَنزّلُ الرّحمۃ

اولیاء و صلحاء کا ذکر نزولِ رحمتِ الٰہی کا سبب ہوتا ہے

ذکرِ جمیل

(مشتمل بر)

تقریرِ افتتاح خانقاہ مبارک قدوۃ العارفین و زبدۃ السالکین

حضرت مولٰینا شاہ محمد عبد الشکور صاحب دامت برکاتہم

از (حضرت پیر) غلام محمد شکوری عفا اللہ الباری

N/298 - مری روڈ - راولپنڈی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

حضرات! اس وقت آپ جیسے معزز مہمان جس تقریب سعید پر جمع ہوئے ہیں اس کا افتتاح کرنے سے قبل چند معروضات پیش خدمت کرنا ضروری سمجھتا ہوں تاکہ اس موقع کی اہمیت اور آج کی حاضری کی سعادت کا اندازہ ہوسکے۔

مختصر حالات

یہ بات تو سب کو معلوم ہے کہ اس وقت جس "خانقاہ مبارک" کا سنگ بنیاد رکھا جارہا ہے اس کا تعلق ہندوستان و پاکستان کے مشہور و مقتدر روحانی پیشوا، رہبر طریقت و شریعت، قدوۃ العارفین زبدۃ السالکین اعلیحضرت رفیع المنزلت، سیدی و مولائی مولانا شاہ محمد عبد الشکور صاحب الملقب بہ خطاب غیبی "تاج الاولیا" دامت برکاتہم العالیہ کی ذات گرامی سے ہے۔

حضرت والا کا وطن مالوف لکھنؤ شریف ہے۔ ابتدائی تعلیم و تربیت بھی اسی مرکز علم و عمل میں ہوئی۔ آپ نے اپنی درویشانہ ریاضت

اور زہد و تقویٰ کو اپنی معاش کا ذریعہ بنانا کبھی پسند نہ فرمایا۔ چنانچہ آپکی عمرِ شریف کا ابتدائی دور آرمی کنٹر یکٹری میں گذرا۔ اسی سلسلہ میں آپ چھاؤنی نصیر آباد (جو اجمیر مقدس کے دامن میں واقع ہے) میں اقامت پذیر تھے۔ آپ کا سلسلۂ طریقت قادریہ ابوالعلائیہ ہے۔

شیخ کی طرف سے حضرت کو رُشد و ہدایت کا فرمان

حضرت قبلہ کا قیام نصیر آباد ہی میں تھا کہ قطبِ عالم سلطان العاشقین شیخ المشائخ اعلیٰ حضرت مولانا شاہ نبی رضا صاحب قدس اللہ سرہ العزیز کا ارشادِ گرامی روحانی تعلیم و تلقین کے آغاز اور طالبانِ حق کی رہنمائی کیلئے ہوا۔ اس حکم عالی کو سنکر حضور نے دوسرے اکابرین طریقت کی معرفت اپنے شیخ کی بارگاہ اور دربارِ دُربار خواجہ خواجگان سلطان الہند حضرت خواجہ غریب نواز معین الدین چشتی سنجری اجمیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں کئی مرتبہ اپنی معذرت پیش کی اور تقریباً ایک سال تک اس "بارِ امانت" کو قبول نہ کرنے کی ہر ممکن سعی عمل میں لائی گئی لیکن جس مردِ حق آگاہ کی نگاہِ انتخاب نے اس خدمت کیلئے چن لیا تھا اس کے حضور سرِ نیاز خم کرنا پڑا اور اب پورے انہماک کے ساتھ رشد و ہدایت کا سلسلہ جاری ہوا۔ جہاں آپ نے تیس سال تک دینی خدمات سر انجام دیں اور آپکی زندگی کا ہر عمل دیکھ کر سلف صالحین کی یاد تازہ

ہوتی رہی۔ حتیٰ کہ ایک وقت ایسا آیا کہ صبح سے شام تک اور پوری پوری راتیں تشنگانِ حق کی سیرابی میں گذر جاتیں۔ لوگ دور دراز سے آتے اور مدتوں کے بھٹکے ہوئے ایک ہی صحبت میں "اَلَا بِذِکْرِ اللّٰہِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ" کی دولت سے مالا مال ہو کر جاتے بالآخر ظاہری کسبِ معاش کا ذریعہ بھی اسی خدمتِ خلق کی نذر ہو گیا لیکن اس کے بعد بھی آپ کا توکل ہمیشہ بمضمون حدیث مبارک "قَیِّدْ وَتَوَکَّلْ" عالمِ اسباب کی ظاہری مساعی سے وابستہ رہا۔

حضور قبلہ کو نہ اپنی خورد و نوش کی فکر ہوتی تھی، نہ دن کو چین نصیب ہوتا تھا نہ رات کو آرام ملتا تھا۔ ہر وقت طالبانِ حق کا میلہ لگا رہتا تھا۔ اسی شبانہ روز کی محنتِ شاقہ نے جسمانی صحت پر برا اثر ڈالا اور مختلف امراض کا حملہ ہوتا رہا۔ حضرت قبلہ نے دنیوی معاشی پابندیاں اٹھ جانے کے بعد اپنے بزرگوں کے طرزِ عمل کے مطابق نہ کسی انگریز افسر سے خود جا کر ملاقات کی اور نہ کسی نواب و مہاراجہ کے سلام کے لئے گئے بلکہ بڑے بڑے جاگیردار اور حکام خود آ کر ملاقات کی سعادت پاتے اور اپنی دینی و دنیوی مشکلات کا حل تلاش کرتے۔

مخالفین کا اعترافِ شکست اور ان کی اصلاح

یہ عجیب اتفاق تھا کہ قصبہ آباد کے جس محلہ میں حضور کا قیام

تھا وہاں چاروں طرف حضرات صوفیائے کرام پر طعنہ زنی کرنے والے
اور نذر و نیاز اور خانقاہی مراسم پر نکتہ چینی کرنے والے رہتے تھے۔
جن کی زندگی کا محبوب مشغلہ بات بات پر مسلمانوں کو بدعتی و مشرک
بنانا تھا۔ اس سلسلہ میں مولوی عبد الحکیم امام جامع مسجد اہلحدیث
خصوصیت سے نمایاں تھے۔ اکثر ان کے شاگرد علماء اور بعض
بیرونی علماء حضور پر اعتراضات کرنے کیلئے آتے اور جب حضرت
زبانِ فیض ترجمان سے اُن کے شبہات دُور فرماتے تو سرِ عقیدت
خم کرتے اور درویشوں کی عقیدت و محبت لیکر مجلسِ مبارک سے اُٹھتے
اور نہ صرف ایسے متعدد علماء نے حضرت کے دستِ حق پرست
پر توبہ کی سعادت پائی اور داخلِ سلسلۂ عالیہ ہوئے بلکہ الحاد و
زندقہ کے شکار بہت سے فلسفی آئے اور تبادلۂ خیالات کے
بعد تائب ہوئے۔ اس قسم کے واقعات بارہا پیش آتے رہے۔
یہی وہ فراستِ ایمانی ہے جس کا ذکر حدیث شریف میں آیا ہے۔
"اِتَّقُوا فِرَاسَةَ الْمُؤْمِنِ فَاِنَّہٗ یَنْظُرُ بِنُوْرِ اللّٰہِ" یعنی
مومن کی فراست سے ڈرتے رہو کہ وہ اللہ کے نور سے دیکھتا ہے
حضرت علامہ اقبال علیہ الرحمۃ اسی ضمن میں فرماتے ہیں ؎
نگاہِ مردِ مومن سے بدل جاتی ہیں تقدیریں"

اس قسم کے واقعات نے مخالفین میں ہلچل پیدا کر دی تھی اور وہ کہا کرتے تھے کہ آپکی مجلس میں نہ جاؤ کہ وہاں جادو کیا جاتا ہے۔

حضرات! معاف فرمائیے۔ آپکی اس سمع خراشی کا منشا صرف یہ ہے کہ اس مجسمہ تسلیم و رضا کی دینی خدمات سے روشناس کرایا جائے ورنہ جہاں تک حضور کی ذات بابرکات کا تعلق ہے وہ ان چیزوں کے اظہار سے بالاتر ہے اور حضور ایسی باتوں کو سننا بھی پسند نہیں فرماتے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے حضور کو تصنع اور نمائش کی تمام آلائشوں سے ہمیشہ پاک رکھا۔ آپ کی زندگی مکارم اخلاق اور حسن معاشرت کا بہترین نمونہ ہے۔ آپ کا حلم، منکسر المزاجی، تواضع، حق گوئی و صداقت کا یہ عالم ہے کہ نصیرآباد کے ہنود معاشرتی و قومی تنازعات میں اکثر حضور کو بخوشی اپنا ثالث تسلیم کیا کرتے تھے اور حضور کے فیصلوں پر سر نیاز خم کرتے تھے

سکندرآباد ضلع بلند شہر میں آمد

چونکہ حضور انور نصیرآباد میں مسلسل محنت و ریاضت کی بنا پر بہت سے جسمانی امراض کا شکار ہو گئے تھے اور پیہم علالت نے

ضعف ونقاہت پیدا کر دی تھی اس لئے یو۔ پی۔ ضلع بلند شہر کے
بہت سے مخلصین ومریدین خصوصاً حضرت مولوی علیم الدین شاہ
صاحب بی۔اے۔ ایل ایل بی رئیس بلند شہر اور حضرت منشی بشیر احمد شاہ
صاحب ہردے پوری ضلع میرٹھ کے اصرار پر سکندرآباد ضلع بلند شہر
کی سکونت اختیار فرمائی جہاں آپ چھ برس تک رونق افروز رہے۔

ہندو مسلم فسادات میں مجاہدانہ سرگرمیاں

اس دوران میں بارہا ہندو مسلم فسادات ہوئے لیکن حضرت
قبلہ کے پائے استقامت میں ذرا فرق نہ آیا اور ہر موقعہ پر نہایت
جرأت وہمت کے ساتھ مسلمانان بلدہ کی رہنمائی فرماتے رہے۔
حضور اپنی ساری زندگی میں ہر اس تحریک کے مخالف رہے
جس سے مسلمانوں کو نقصان پہنچنے کا ادنیٰ احتمال ہوتا تھا۔ چنانچہ
۲۰-۱۹۲۱ء میں جب خلافت کا طوفان امنڈ رہا تھا اور اکثر علماء و
زعماء اس سیلاب میں بہتے ہوئے چلے جا رہے تھے۔ حضرت قبلہ
ہندوؤں کے ساتھ اشتراک عمل کو مسلمانوں کیلئے انتہائی مضرت رساں
جانتے تھے اور بالآخر وقت آنے پر سرخی ہوش کی آنکھ کھلی اور ہندو
مسلم اتحاد کے خطرناک نتائج سامنے آئے۔ تقسیم ہند سے پہلے
پھر کانگرس کی تحریک نے زور پکڑا۔ لیکن حضرت قبلہ مسلم لیگ کی

حمایت میں ہے اور اسی بنا پر ۱۹۴۷ء کے بلووں میں ہندو اپنی پوری قوت سے کئی بار ہزاروں کی تعداد میں بلدہ سکندر آباد پر حملہ آور ہوئے۔ لیکن حضرت قبلہ نے روحانی پیشوائی کے ساتھ ساتھ ایک آزمودہ کار جرنیل کی طرح مسلمانوں کے محلوں میں جا کر مورچہ بندیاں کرائیں۔ مستورات اور بچوں کی محافظت کے لئے ضروری تدبیریں فرمائیں اور مسلمانوں میں مدافعت و حریت کا والہانہ جذبہ پیدا فرمایا۔ چنانچہ کفار ہر موقع پر ناکام ہوتے رہے۔ ۱۵ اگست ۱۹۴۷ء کے بعد بھی جب تک بدامنی رہی۔ حضرت قبلہ نے وہاں سے قدم نہ نکالا اور مسلمانوں کی قیادت فرماتے رہے۔

ہندوستان سے ہجرت

جب فضا پُرامن ہوگئی اور شرعی نقطۂ نظر سے احکام الٰہیہ (قربانی گاؤ ۔ دیہات میں اذانوں کی رکاوٹ) کی بجاآوری میں دشواریاں پیش آنا شروع ہوئیں تو عزم ہجرت فرمایا۔ اور حقیقتاً یہ سب کچھ ایک اللہ والے (یعنی حضرت پیر و مرشد قطب عالم سلطان العاشقین اعلیٰ حضرت شاہ نبی رضا صاحب قدس اللہ سرہُ العزیز) کی زبان پاک سے نکلی ہوئی پیشگوئی کی تصدیق ہو رہی تھی حضرت قبلہ کو یہ حکم دیا گیا تھا کہ راجپوتانہ یا پنجاب کو اپنا تبلیغی

مرکز بنائیں۔ چنانچہ پیشگوئی کا پہلا حصہ اسوقت پورا ہوا جب تیس سال تک یہ چشمۂ فیض علاقۂ راجپوتانہ و نواح اجمیر شریف میں جاری رہا۔ اور دوسرے حصہ کا ظہور تعمیر پاکستان کے بعد ہوا۔

لاہور میں قیام

حضرت قبلہ نے پاکستان پہنچ کر لاہور ہی کو اپنے قدوم میمنت لزوم سے نوازا۔ اور نمبر ۶ گارڈن ٹاؤن میں اقامت اختیار فرمائی حالانکہ آپ کے بعض حلقہ بگوش اپنے اپنے علاقوں میں لے جانے کیلئے مُصر رہے۔ ہندوستان میں مسلمانوں کی مظلومی اور اُن کا پاکستان آتے ہوئے راستوں میں مارا جانا وغیرہ ایسے واقعات تھے جنہوں نے حضرت قبلہ کی صحت پر بُرا اثر ڈالا۔ یوں تو زندگی کا بلشتر حصہ بیماریوں ہی میں گذرا اور اس طرح اکابرین اولیائے کرام کی سنت کریمہ ادا ہوتی رہی لیکن رمضان المبارک سنہ ۱۳۷۰ھ میں فالج کا اثر ہوگیا۔ بہترین معالجین کا علاج کیا گیا جس سے قدرے افاقہ ہوا۔ اسی اثناء میں مظفر گڑھ اور ضلع ملتان کے بعض مریدین کے اصرار پر مظفر گڑھ تشریف لے گئے لیکن وہاں پہنچ کر کچھ عرصہ بعد شدت سے ہچکی کا عارضہ شروع ہوگیا۔ اس خبر نے سلسلہ کے مریدین اور غیر مریدین میں بے چینی پیدا کردی۔

قصبہ جھوں ہانہ

کے مریدین اور مخلص احباب کا ایک وفد حضور کی خدمت میں حاضر ہوا
جس نے اپنے قصبے میں مستقل سکونت کی درخواست بالحاح و زاری
پیش کی۔ حضرت قبلہ نے اہالیانِ قصبہ کی محبت بھری دعوت کو شرفِ
قبولیت بخشا اور رونق افروزِ قصبہ ہٰذا ہوئے۔ میں اس موقع پر
مسلمانانِ قصبہ کو مبارک باد دیتا ہوں کہ آج ان کے درمیان ایک
ایسی ذات گرامی موجود ہے جس کی زیارت کرنا عبادت ہے اور
جس کی خدمت کرنا نجاتِ اُخروی کا سبب ہے۔

حضورِ انور کی صُلبی و معنوی اولاد

صُلبی اولاد میں تین صاحبزادے اور سات صاحبزادیاں ہوئیں
فرزندانِ گرامی میں بڑے صاحبزادہ حضرت حکیم شاہ علاؤالدین صاحب
دامت برکاتہم نے حضرت کے زمانۂ علالت سے سلسلۂ رشد و
ہدایت جاری فرمایا اور تھوڑی ہی مدت میں سینکڑوں طالبانِ حق
داخلِ سلسلۂ عالیہ ہوئے۔ اور حضرات پیرانِ عظام کے تصرفات و
برکات سے امید ہے کہ آپ خاندان کی اس دینی امانت کے
پورے اہل ثابت ہونگے۔

چھوٹے صاحبزادہ شاہ محمد عبدالرؤف صاحب سلمہ ہمدست

تجارتی کاروبار میں مشغول ہیں لیکن اپنی خداداد ذہانت و قابلیت کی بنا پر امید ہے کہ آیندہ اپنے اسلاف کا صحیح نمونہ پیش کرینگے۔

اس موقع پر میں حضرت قبلہ کے منجھلے صاحبزادہ مولٰنا شاہ عبدالستار صاحب مرحوم و مغفور کا ذکرِ خیر کیئے بغیر نہ رہونگا۔ جنہوں نے اپنی نوعمری میں اپنی ذکاوت و فراست کی بنا پر اپنے اساتذہ علماء اور وابستگانِ آستانۂ عالیہ کے دِلوں میں وہ مقام حاصل کرلیا تھا جو ناقابلِ فراموش ہے۔ مرحوم کی یہ خصوصیت قابلِ ذکر ہے کہ زمانۂ طالب علمی سے لیکر زندگی کے آخری لمحہ تک پردیس میں ہی رہے۔ آپ کا مزار شریف بمبئی میں ہے۔

معنوی اولاد۔ صحیح تعداد کا بتانا تو دشوار ہے لیکن مسندِ طریقت پر متمکن ہو کر اپنے فیوض و برکات سے مخلوق الٰہی کو نفع پہنچانے والے خلفاء کی تعداد تقریباً پچاس ہے جن میں مندرجہ ذیل حضرات بخصوصیت سے قابلِ ذکر ہیں۔

۱۔ جناب میر صدیق احمد شاہ صاحب قاتل لکھنوی ثم الاجمیری جن کی زندگی کا بیشتر حصہ خدمتِ دین میں گذرا۔ ہزارہا بندگانِ خدا آپ کی روحانی تعلیم سے مستفیض ہوتے رہے۔ آپ بلند پایہ ادیب و شاعر بھی تھے۔ تقسیم ہند کے بعد کراچی میں مستقل قیام رہا اور جمعیت العلماء

پاکستان کے نائب صدر ہونے کی حیثیت سے خدمات قومی میں نمایاں حصہ لیتے رہے۔ آپ کے خلفاء پاکستان کے مختلف مقامات پر آپ کا حق نیابت ادا کر رہے ہیں۔ آپ کا مزار مبارک کراچی میں ہے جو زیارتگاہ عوام و خواص بنا ہوا ہے اور آپ کے فرزند اکبر سجادہ نشینی کے فرائض انجام دے رہے ہیں۔

۲- جناب مولٰنا شاہ نور محمد صاحب نصیر آبادی جن کی زندگی کا بڑا حصہ پونا۔ ستارہ اور بمبئی میں خدمت خلق کرنے میں گزرا۔ انہوں نے مہاراشٹر کے علاقہ میں بہت سے ہنود کو پیغام اسلام پہنچایا اور سینکڑوں دائرہ اسلام میں داخل کئے۔ مولٰنا موصوف کا بمبئی میں انتقال ہوا اور آپ کے خلفاء کے واسطہ سے یہ خدمت آج تک جاری ہے جن میں جناب حاجی قاضی محمود شاہ صاحب کھٹائو ضلع ستارہ والے خصوصیت سے قابل ذکر ہیں اور آپ سالانہ عرس مبارک کا اہتمام فرماتے ہیں۔

۳- حضرت محمد سلیمان شاہ صاحب - آپ پارسی تھے مشرف باسلام ہوئے۔ پارسی نام دوراب جی" تھا۔ چونکہ مالدار قوم سے تعلق تھا اور انگریزی میں بڑی قابلیت رکھتے ہیں اسلئے مسلمان ہونے پر بڑی بڑی تکالیف کا سامنا کرنا پڑا۔ آپ نے اپنی قوم کی سینکڑوں پارسیوں کو مسلمان بنایا اور ہزاروں بندگان خدا کو خدا رسی کا راستہ

دکھایا۔ حضرت قبلہ سے بے پناہ عقیدت کی بنا پر نصیر آبادی میں اقامت گزیں ہو گئے تھے اور اپنا زیادہ وقت صحبتِ شیخ میں گزارنے کی وجہ سے وہ مقام خصوصیت پالیا کہ جب حضور انور نے نصیر آباد کی سکونت ترک فرمائی تو آپ ہی کو نصیر آباد میں اپنا قائم مقام بنایا اور آپ آجتک وہیں خدمت خلق میں مصروف ہیں۔

۴۔ جناب سید ہادی علی شاہ صاحب کانپوری۔ جس وقت حضرت قبلہ کے حلقۂ ارادت میں داخل ہوئے تھے تو خود سینکڑوں مرید رکھتے تھے لیکن معرفت الٰہی کی تڑپ اور تلاشِ حق کی پیاس جگہ جگہ لئے پھرتی تھی اور بالآخر حضور کی مجلس میں "دردِ دل" کی دوا میسر ہوئی۔ خرقۂ درویشی اتار کر قلادۂ غلامی پہنا اور شبانہ روز کی مسلسل یا محنت نے اس ذرۂ خاک کو آسمانِ طریقت کا وہ درخشندہ ستارہ بنادیا جس کی چمک نے ہزاروں زنگ آلودہ دلوں کو روشنی بخشی اور عرصہ دراز تک یہ پیر طریقت کا نور اور اس کے اطراف کو اپنی روحانی ضیا پاشیوں سے منور کرتا رہا اور پھر وہیں محبوب ذوالجلال کا وصال میسر ہوا۔ آپ کا سلسلۂ طریقت اب تک جاری ہے۔

۵۔ حضرت مستان شاہ صاحب قبلہ جو اسوقت بھی اس بزم کی رونق بنے ہوئے ہیں ضلع ملتان میں سکونت پذیر ہیں۔ آپ عرصۂ دراز

تک فوجی سردار رہے لیکن جب حضور پر نور کا دامن عقیدت تھاما اور محبت شیخ نے دل میں جگہ پائی تو دنیا کی ہر خواہش دل سے نکال پھینکی کیف و مستی کا غلبہ ہوا تو ملازمت ترک کردی اور خدمت خلق میں مشغول ہو گئے۔ آپ بوڑھے ہونے کے باوجود اب بھی جوان ہمت و جوان عزم ہیں جگہ جگہ دورہ فرماتے اور تشنگان ذکر الٰہی کو سیراب فرماتے ہیں ہزاروں بندگان خدا دامن عقیدت سے وابستہ ہیں۔ حضرت ممدوح نے میخانۂ شکوری" کا پہلا ہی جام پی کر جو سرور و مستی حاصل کی تھی وہ آج تک آپکی ہر ہر ادا سے ظاہر ہے۔ آپ کے خلفا جن میں علمائے دین گرجو بیٹس بھی ہیں سرگرم خدمت ہیں۔

۶۔ حضرت مولوی علیم الدین شاہ صاحب بی اے ایل ایل بی رئیس بلند شہر یوپی۔ آپ نے ابتدائی دینی و دنیوی تعلیم اپنے شہر ہی کی درسگاہوں میں پائی اس کے بعد علی گڑھ کالج میں ڈگریاں حاصل کیں۔ آپ نے کالج کے زمانۂ طالب علمی میں نصیر آباد حاضر ہو کر شرف بیعت پایا تھا موصوف نے گیارہ برس وکالت کا کام انجام دینے کے بعد صرف اس بنا پر ترک فرما دیا کہ حضور اس کو نا پسند فرماتے ہیں۔ وکالت چھوڑنے کے بعد اپنی جاگیرداری کی دیکھ بھال شروع فرمادی اور باقی وقت خدمت خلق میں گزارنا شروع کر دیا حضرت موصوف مراتب باطنی اور روحانی فضائل کے لحاظ سے بلند مرتبہ رکھتے ہیں

انسانی ہمدردی اور مروّت آپکی طبیعت میں بدرجہ کمال ہے ہندو مسلم فسادات کے پُر فتن دور میں آپنے نمایاں خدمات انجام دیں اور مسلمانوں کی صحیح طور پر قیادت و رہنمائی فرمائی جس کی پاداش میں آپکو قید و بند کی سختیاں بھی سہنی پڑیں آپ ابتک بلند شہر میں اقامت پذیر ہیں۔ آپکا بھی سلسلہ طریقت جاری ہے جس کی ایک شاخ پاکستان میں حق نیابت ادا کر رہی ہے۔

۷۔ جناب مولنا مولوی مختار احمد صاحب مرحوم قنوجی جنہوں نے اپنی ساٹھ سالہ زندگی چند سلاسل میں داخل ہو کر گزادی لیکن معرفت ربانی کی تشنگی باقی رہی اور بالآخر حضورِ انور کی خدمت میں نصیر آباد حاضر ہو کر بیعت کی اور روحانی تسکین پائی۔ ممدوح اپنی علمی و روحانی صلاحیتوں کی بنا پر شرف خلافت سے بھی ممتاز ہوئے اور خدمت خلق میں مشغول رہے۔ آپکا مزار شریف قنوج میں ہے۔ آپکا سلسلۂ طریقت آج تک جاری ہے۔

۸۔ حضرت حکیم شاہ محمود علی خاں صاحب سکندر آبادی جن کو طریقت کے دو خاندانوں سے خلافت بھی حاصل تھی لیکن حضورِ پُر نور کے سکندر آباد رونق افروز ہونے کے بعد آپ نے فیوض و برکات حاصل کئے اور صحیح تعلیم و تلقین سے بہرہ ور ہو کر خدمتِ دینی میں آجتک مشغول ہیں موصوف کو فن تاریخ اور مسائل تصوف پر خاص عبور حاصل ہے مجھے اس کا افسوس ہے کہ موصوف کے زیادہ حالات معلوم نہ ہو سکے بنا بریں تحریر نہیں کئے جا سکے

۹- جناب منشی بشیر احمد خاں صاحب زمیندار موضع ہردیپور تحصیل ہاپوڑ۔ ضلع میرٹھ یوپی۔ آپ نے ابتدائی تعلیم گھر پر حاصل کرنے کے بعد میٹرک ہاپوڑ میں پاس کیا۔ آپ اپنے حسن اخلاق و راست گوئی میں شروع ہی سے مشہور تھے جس کی وجہ سے گاؤں و دیگر مواضعات کے پنچ کی حیثیت سے خدمات انجام دیتے رہے۔ آپ کو مادّی ہوس سے نفرت ہوئی اور سیر طریقت کی تلاش میں شب و روز سرگرداں رہے۔ آخر خوئی قسمت کہ نصیرآباد حاضر ہو کر شرفِ بیعت حاصل کیا۔

اعلیٰحضرت کی توجہ خاص سے آپکی اخلاقی اور روحانی خوبیاں دن بدن افزوں ہوتی گئیں۔ آج اس دور میں بھی کہ جب ہندوستان میں اسلام کے نام لیوا کبھی بھی خطرہ سے باہر نہیں وہ بے باکانہ اپنے سلسلہ کی تبلیغ میں مصروف ہیں اور اسلام کی بدستور خدمت انجام دے رہے ہیں۔

حضرات! آپ کا زیادہ وقت لینے پر میں پھر معذرت خواہ ہوں امید کہ آپ معاف فرمائیں گے۔

اس موقع پر یہ عرض کرنا بیجا نہ ہوگا کہ حضرت اقدس اپنی پیرانہ سالی اور ضعیفی کی بنا پر اُس پیمانہ پر خدمتِ خلق سے قاصر ہیں جو آپ کی پوری زندگی کا طرۂ امتیاز رہا ہے لیکن پھر بھی اپنی حیات مستعار کے آخری لمحات قوم و ملت کی فلاح و بہبودی میں صرف فرما رہے ہیں اور زائرین اور عارفین کو اپنی دعاؤں سے نوازتے رہے ہیں۔

خانقاہ کا سنگِ بنیاد

رکھتے ہوئے انتہائی مسرت اس لئے ہو رہی ہے کہ حضرت قبلہ کی موجودگی میں اس کام کا افتتاح ہو رہا ہے لیکن اس پر انتہائی صدمہ ہے کہ جن مقدس ہاتھوں نے ہزاروں دلوں میں محبت الٰہی کی عمارتیں تیار کی ہوں جن نگاہوں نے ہزاروں حرماں نصیبوں کی اُجڑی ہوئی بستیاں آباد کی ہوں آج انہوں نے اپنی علالت و نقاہت کی وجہ سے خود اس تقریب سعید کو انجام دینے کی بجائے اس حقیر سراپا تقصیر کو بنیاد رکھنے کا حکم فرما رہے ہیں۔ میں حضور کے دربار سے غلامی کا شرف رکھنے کی بنا پر تعمیل حکم کیلئے حاضر ہو گیا ہوں اور بسم اللہ توکلت علی اللہ کہتا ہوا بنیادی اینٹ رکھتا ہوں لیکن اس پر بار بار متحیر ہوں کہ سلسلۂ عالیہ میں مجھ سے بہتر حضرات ہوتے ہوئے قرعۂ فال بنام من دیوانہ زدند کی حکمت کیا ہو سکتی ہے۔ یہ معمہ میرے فہم ناقص سے بالاتر ہے۔

آخری گذارش

قصبہ جیون ہانہ کے معزز مخلصین اور یاران طریقت سے آخری گذارش یہ ہے کہ حق تعالیٰ نے جو نعمت غیر مترقبہ حضور پر نور کی موجودگی سے آپ کو عطا فرمائی ہے اور حق تعالیٰ کے جس مقبول بندہ کی امانت عظمی

آپ کو سپرد ہوئی ہے۔ اس کی خدمت میں کوتاہی نہ ہو اور جس عمارت کا سنگ بنیاد رکھنے میں آپ ہی کی کوششیں شریک ہیں۔ اس کی تکمیل بھی آپ ہی کو کرنی ہے اور مجھے یقین ہے کہ آپ نے اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم پر بھروسہ رکھتے ہوئے جو قدم اُٹھایا ہے وہ پیچھے نہ ہٹیگا اور جو ہاتھ اس کام کیلئے بلند ہوا ہے وہ اس کو مکمل کئے بغیر پیچھے نہ آئے گا۔ اس سلسلہ میں آپ کی ہر خدمت و ہر سعی محض برضائے الٰہی ہونی چاہیئے۔ اس میں ریا اور نمائش کو دخل نہ ہو۔

اب میں دُعا کرتا ہوں کہ اے مولیٰ کریم تیرے جن مخلص بندوں نے اپنے کمزور کاندھوں پر تیرے ایک مقبول بندہ کی خدمت کا بوجھ اُٹھایا ہے اس میں تیری ہی مدد درکار ہے۔ اس کام کو پُورا کرانا تیرے ہی فضل و کرم پر موقوف ہے۔ ان کی محبتوں اور محنتوں پر بہتر سے بہتر اجر عطا فرما۔ آمین بحرمتِ سیّد الانبیاءِ والمرسلین صلّی اللہُ تعالیٰ علیٰ خیرِ خلقہٖ و صحبہٖ اجمعین برحمتک یا ارحم الراحمین

کفش بردار غلام محمد شکوری

مری روڈ۔ راولپنڈی $\frac{8}{298}$

یکشنبہ ۲۶ شوال المکرم ۱۳۷۱ھ مطابق ۲۰ جولائی ۱۹۵۲ء

(ہمدرد پریس راولپنڈی فون ۴۹۷)